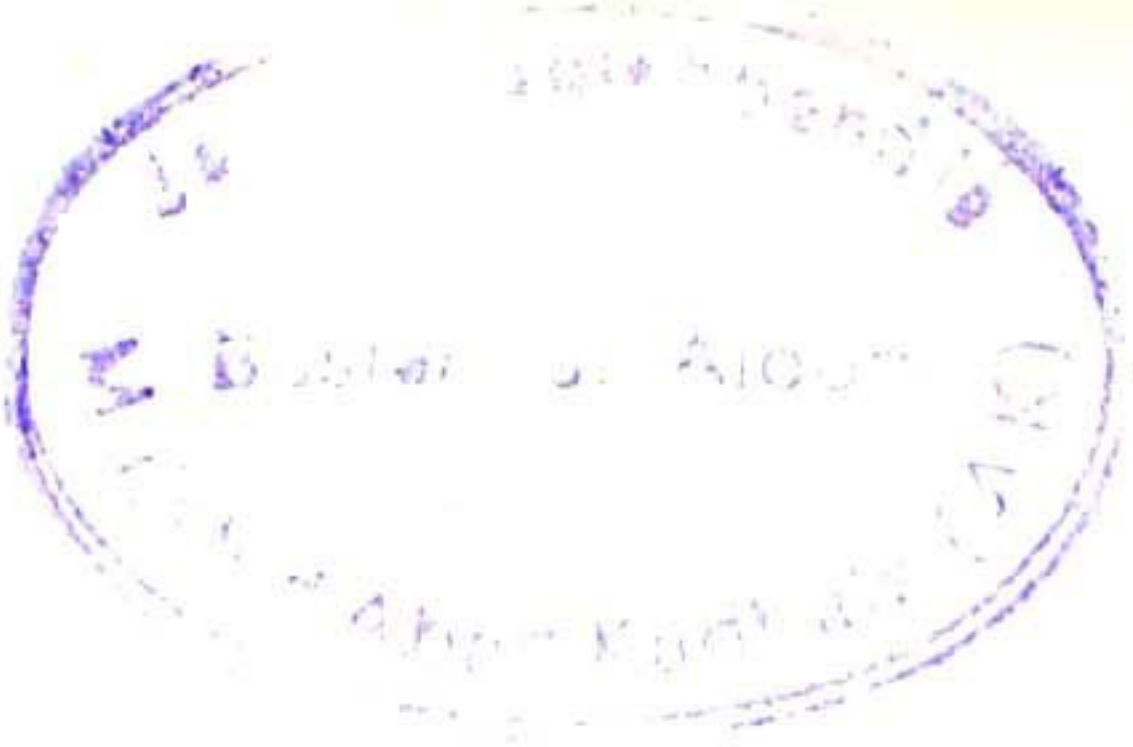


ستر مسائل نزعیہ کے بہترین حل کیلئے امام فقہی ازبکات

مشاورت

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مسلم کتابوی لاہور



مشق ابتدائی

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مُسْلِمِ كِتَابِي، لَا هَوْرُ

دیباچہ

حضرت علامہ مولانا محمد رشید نقشبندی صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی — ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

بلاشک و شبہ کسی کو کسی کی زلف و رخسار سے عشق و محبت ہے، اور کسی کو کسی کے فکر و فلسفہ سے اُلفت و عقیدت ہے۔ لیکن اُمتِ مسلمہ کی عقیدت و اُلفت اور عشق و محبت کا مرکز و مرجع صرف اور صرف حضرت سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم) کی ذاتِ پاک ہے۔

اس عقیدت و محبت کے اظہار کے مختلف انداز اور طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ مجلس میلاد شریف میں آپ کی ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہو کر آپ کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیہٴ صلوة و سلام پیش کیا جائے، لیکن بعض لوگ اس قیام اور کھڑے ہونے کو بدعت و حرام سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلہ میں بنام ”اقامة القيامة“ ایک مبسوط فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اس فتویٰ میں زیر بحث مسئلہ پر دلائل و براہین بیان فرماتے ہوئے، دورانِ بحث آپ نے چودہ فقہی قواعد و ضوابط اور نکات تحریر فرماتے ہیں جو زیر بحث مسئلہ کے علاوہ بھی بے شمار مسائل اور نزاعی امور کا بہترین حل ہیں۔ اسی افادہ کے پیش نظر ان چودہ نکات کی تلخیص و خلاصہ نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کر سکے۔

چودہ نکات کی تلخیص

(الف) ○ آپ فرماتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت و جواز ہے لہذا ان کے جواز کے

لیے دلیل کی ضرورت نہیں، ہاں کسی چیز کے ناجائز ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اور مروجہ صلوٰۃ و سلام اور قیام کے منع پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح شرع شریف نے جب کسی قید و پابندی کے بغیر کسی عمل کو جائز قرار دیا ہو، تو اطلاق و عموم کے پیش نظر اس عمل کی ہر شکل جائز ہوگی۔ ہاں اگر کسی خاص شکل و صورت کو شرع شریف نے جواز سے مستثنیٰ فرمایا ہو تو وہ مخصوص شکل و صورت ممنوع ہوگی لیکن مروجہ صلوٰۃ و سلام اور قیام کے استثنا پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

(ب) ○ چودہ نکات میں سے ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ کسی جائز کام کی کسی خاص صورت و شکل کے جواز کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اُس خاص شکل و صورت کے نام سے قرآن پاک یا حدیث شریف میں جواز بیان کیا ہو بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ شکل و صورت شرعی مطلوب کا ایک فرد ہو اور مروجہ صلوٰۃ و سلام اور قیام بھی مطلق درود و سلام کا ایک فرد ہے۔ فریق مخالف کی طرف سے سادہ لوح عوام اہلسنت کو یہ مغالطہ بھی دیا جاتا ہے کہ جو کام دُور صحابہ کرام میں موجود نہ تھا وہ غلط و ناجائز ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ کسی فعل و کام کے حسن و قبح کا کسی خاص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واقعہ کربلا دُور صحابہ میں ہوا، جب کہ مدارس دینیہ کا قیام اور کتب کی تصنیف و تالیف بعد میں شروع ہوئی۔ اس کے باوجود واقعہ کربلا قابل تحسین نہیں ہے۔ جبکہ مدارس کا قیام اور کتب دینیہ کی تصنیف و تالیف قابل تحسین ہے۔

(ج) ○ فریق مخالف کی تقریر کا انداز و اسلوب کبھی یہ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر دوسرا اور تیسرا۔ لہذا جو چیز ان بہترین ادوار میں نہیں پائی گئی وہ بہتر نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ اس حدیث پاک کی دلالت اس بات پر بالکل نہیں ہے کہ ان ادوار کے بعد کے جو بھی نئی چیز ہوگی وہ غلط ہوگی۔ بلکہ غلط اور صحیح میں امتیاز و فرق قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کی روشنی میں کیا جائے گا۔

(د) ○ فریق مخالف کی طرف سے کبھی یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ ”پیشوائے دین نے جب یہ فعل و کام (صلوٰۃ و سلام اور قیام) نہیں کیا، تو ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ ہمیں بھی

ایسا نہیں کرنا چاہیے؟

حالانکہ جب جنگ یمامہ میں کثیر تعداد میں حفاظِ کرام شہید ہو گئے۔ تو ان کی شہادت کے بعد جمعِ قرآن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اُس موقعہ پر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مکالمہ میں جو سوال و جواب کا تبادلہ ہوا۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے اور غور و فکر کیا جائے تو اس سوالِ مذکور کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ اسی قسم کے سوال کا جواب بھی اُس موقعہ پر دیا جا چکا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پاک کی جمع و تدوین نہیں فرمائی تو بعد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن صحابہ کرام نے یہی فیصلہ فرمایا کہ یہ کام (جمع و تدوین قرآن) چونکہ اپنی ماہیت و حقیقت اور ذات میں نیکی اور خیر ہے، لہذا جائز ہے۔ ممنوع و ناجائز کیسے ہو سکتا ہے؟

(ذ) ○ فریقِ مخالف کا ایک سوال و اعتراض یہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین

اور تبع تابعین کے دل و قلب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و عشق بھی زیادہ تھا، اور وہ حضرات سنتِ رسول کی پیروی بھی بہت زیادہ فرماتے تھے۔ اگر مرجعِ صلوٰۃ و سلام اور قیام کی کوئی گنجائش ہوتی تو وہ حضرات یہ عمل ضرور کرتے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایسا نہیں کیا، تو نہ کرنے کی وجہ یہی ہے کہ گنجائش نہیں ہے۔ حالانکہ فریقِ مخالف کا یہ اعتراض بھی علمی و تحقیقی سطح سے بہت ہی نیچے گرا ہوا ہے۔ کیونکہ گئی ایسے اعمال و افعال ہیں کہ جو پہلے دور میں نہیں تھے، دوسرے دور میں شروع ہوئے۔ اور کئی تیسرے دور میں شروع ہوئے۔ مثلاً نماز تراویح کو ہی لے لیجئے کہ اس نماز کی جماعت دوسرے دور میں شروع ہوئی سوال تو یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اہمیت و عظمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں زیادہ تھی، لیکن اس کے باوجود جب آپ نے نماز تراویح کی جماعت کا آغاز و اہتمام نہیں فرمایا، تو دوسرے دور میں ایسا کیوں ہوا؟

(ر) ○ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی ہے کہ

کسی مبارک دور و زمانہ میں کسی کام و عمل کا کیا جانا اُس کام و عمل کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن کسی کام و عمل کا نہ ہونا نا جائز ہونے کی دلیل نہیں ہے یعنی کسی کام و عمل کا ”منع ہونا“ الگ چیز ہے، جبکہ کسی کام و عمل کا نہ ہونا دوسری چیز ہے۔ نہ ہونے اور ”منع“ میں بہت فرق ہے۔ یہی بات حضرت شاہ عبدالعزیز نے بیان فرمائی کہ ”نکردن چیز دیگرست و منع فرمودن چیز دیگر“ لیکن لوگوں نے اپنی جہالت و سفاقت کی وجہ دونوں کو ایک سمجھ لیا۔ لہذا امرِ صلوٰۃ و سلام و قیام کا کسی مبارک زمانہ میں نہ ہونے سے اُس کا ”منع ہونا“ لازم نہیں آتا۔

(ز) ○ یہ نکتہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ عقل و دانش کا یہ تقاضا ہے کہ سب اہم کام پہلے کیا جائے، اُس کے بعد اہم، اُس کے بعد معمولی کام کیا جائے اگر مکان میں آگ لگ جائے تو پہلے بیوی بچوں کو نکالا جائے گا، پھر مال مویشی، پھر دوسرا سامان، اسی طرح پہلے فرض کی ادائیگی ضروری، پھر سن و مستحبات کا درجہ و نمبر ہے۔ صحابہ کرام کے دور میں جہاد و قتال سب سے اہم چیز تھی۔ اُن کو اس قسم کے اہم امور سے فراغت فرصت نہیں ملی اگر فراغت فرصت مل جاتی تو وہ صلوٰۃ و سلام اور قیام ایسے امور سچے بھی کر دکھاتے لہذا اگر ایک دینی ضرورت کے پیش نظر یہ اعمال نہیں سوتے تو اس ”نہ ہونے“ کی وجہ اُن کا ”منع ہونا“ لازم نہیں آتا۔ نیز فریق مخالف جو جلسے، جلوس اور ہڑتال اور کتب کی تصنیف و تالیف کرتا ہے، اس قسم کی چیزیں اور اعمال کا دور صحابہ کرام میں وجود نہ تھا لیکن آج کل یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ کیسے جائز ہو گیا؟ اختصار کے پیش نظر یہی کہا جاسکتا کہ ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کی ہر شکل و صورت جائز و صحیح اور درست ہے۔ البتہ یہ شرط ہے کہ ایسی شکل و صورت نہ ہو جس کو قرآن و حدیث نے منع کیا ہو۔

(س) ○ ایک عاشق صادق نے کمان (قوس) کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا یا صراحتاً لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اور کسی دور میں کمان (قوس) کو اپنے مبارک ہاتھ سے پکڑا تھا۔ یہ بھی ادب و احترام اور اظہار عقیدت کا ایک طریقہ ہے جو شاید پہلے نہیں تھا۔ اس قسم کی بیسیوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے تقریر و تحریر کو اکثر مسائل نزاعیہ کے حل کا ذریعہ اور مشعل ہدایت بناتے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۛ

محمد رشید نقشبندی

خادم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۸ بیچ الثانی، ۱۲۱۷ھ / ۳ ستمبر ۱۹۹۶ء بروز منگل

اشیاء میں اصل اباحت و جواز ہے

نوٹ: ۱: اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہرہ سے ثابت ہے اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطقہ دہی۔ تو ممنوع و مذموم ہے۔ باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں گی خاص ان کا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز و حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعوے پر دلیل قائم کرے اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہوتا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔ جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و مستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

المال ما احل الله في كتابه و الحرام ما حرم الله
في كتابه و ما سكت عنه فهو عفا عنه۔

ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں۔

مرقات میں فرماتے ہیں۔

قيه ان الاصل في الاشياء الاباحة۔

ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہوتا ہے۔ شیخ شرح میں فرماتے ہیں و این دلیل است بر آنکہ اصل در اشیاء اباحت است نصیر کتاب الحجۃ میں امیر المؤمنین عرفان روق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

قال الله عز وجل خلقكم و هو اعلم بضعفكم فبعث
اليكم رسولا من انفسكم و انزل عليكم كتابا و حد

لکم فیہ حدود امرکم ان لاتعتدوها و فرض
فرائض امرکم ان تتبوا و حرم حرمت ذہاکم
ان تنتھوها و ترک اشیا لم یدعھا نسیمًا
فلا نکفوها و انما ترکھا رحمة لکم ۔

ترجمی: بیشک اللہ عزوجل نے تمہیں پیدا کیا اور وہ تمہاری ناتوانی جانتا تھا تو تم
میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس میں تمہارے
لیے کچھ حدیں باندھیں اور تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ فرض کئے اور
تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں ان کی بے حرمتی
سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کہ نہ چھوڑیں ان میں تکلف نہ
کرو اور اس نے تم پر رحمت ہی کے لیے انہیں چھوڑیں ہے۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی باطنی فرماتے ہیں ۔

یس الاحتیاط فی الانتزاع علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمہ
والکراہیۃ الذین لا یدلھما من دلیل بل فی الاباحۃ
السیھی الاصل ۔

ترجمی: یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکہ وہ کہہ کہ خدا پر افتراء کہ دو
کہ حرمت و کراہت کے لیے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت ممانی
جائے کہ اصل وہی ہے، مولانا علی قاری رسالہ اقتدار بالمخالف میں فرماتے ہیں ۔

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ هو الصحۃ و اما القول
بالفساد او الکراہیۃ فیحتاج الی حجة من الکتاب والسنة
او اجماع الامۃ ۔

ترجمی: یقینی بات ہے کہ اصل مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا
یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے
اور اس کے لیے بہت آیات و حدیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف

خلف کے کلام میں اس کی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتویٰ مصدقہ مہری دستخطی میں ہے اور مدہوش بے عقل خدا اور رسول کا جائز نہ کہنا اور بات سے اور ناجائز کہنا اور بات۔ یہ بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا اور رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے الخاہ ملاحظاً پس مجلس میلاد و قیام وغیرہ بہت امور متنازع قیہا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لیے دلیل ہے تو ہم سے سند ماگنا سنت نادانی اور حکم مجتہد بہادر عقل و ہوش سے جدائی ہے ہاں تم جو ناجائز و ممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا و رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز کہا ہے اور ثبوت نہ دو اور انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افتراء کیا۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵

سبحان اللہ! اسناد کا مطالبہ ہم سے۔

نکتہ ۲: مطلق و حکم اس کی تمام خصوصیتوں میں جاری رہتا ہے۔

عموم و اطلاق سے استدلال زبانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی: تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مثلاً مطلق ذکر الہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہوگی ہر ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بجلالی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل

و نکتہ ۲ مطلق و حکم اس کی تمام خصوصیتوں میں جاری رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لعینہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ہے مسلم الثبوت میں ہے۔۔

شاع وذاع احتجاجهم سلفاً وخفياً بالعمومات
من غير تكبير = اسی میں ہے۔ العمل بالمطلق يقتضی

الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے۔ العمل
به ان بجرى ذكل ما صدق عليه المطلق۔ یہاں تک کہ خود قولے مصدق
تذیر یہ میں ہے جب عام و مطلق چھوڑا تو یقیناً اپنے عموم و اطلاق پر رہیگا عموم و اطلاق
سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا تکبیر رائج ہے۔ اب سنیے ذکر الہی
کی خوبی شرع سے مطلقاً ثابت قال اللہ اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وہ خدا کو یاد
کرو بہت یاد کرنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء و اولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ و
السلام کی یاد میں خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔
یہ اللہ کے ولی ہیں مہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجالس و محافل میں یوہیں ہوتی
ہے کہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے۔ اب
چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں حق
سبحانہ و تعالیٰ نے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کرئیے۔ ورفعتنا بعضہم
درجات کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے
محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کرئیے اسببحن الذی اسویٰ بعبدہ
وآیۃ کریمۃ هو الذی ارسل رسوله بالصدیٰ کے طور پر ہو جائے
گا حق سبحنہ تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے فرماتا ہے ورفعتنا
ذکرک۔ اور بلند کیا ہے ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیتہ کریمہ
کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں۔ جعلتک
ذکر امن ذکر ہی فہم ذکرک ذکر فی یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا تو جو

تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد ہے پس حکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائے گی حسن و محمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد و صلوات بعد ازان وغیرہ کسی خاص طریقے کے لیے ثبوت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی ہاں جو کوئی ان طریق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے۔

اسی طرح نعمت الہی کے بیان و اظہار کا ہمیں مطلقاً حکم دیا گیا۔ قال اللہ تعالیٰ واما بنعمة ربك فحدث اے اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان و اظہار کا رض قطعی قرآن سے ہمیں حکم ہے اور بیان و اظہار مجمع میں بخوبی ہوگا تو ضرور چاہئے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں، اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے علی ہذا القیاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ انا ارسلناک شاهداً و مبشراً و نذیراً لتؤمنوا باللہ ورسوله تعزروه و توقروه ترجمہ: اے نبی ہم نے تمہیں بیباگواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو۔

وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانما من تقوی القلوب ۛ

ترجمہ: جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

ف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نفیس۔

قَالَ وَمَنْ يَعْظِمَ حُرْمَتَ اللَّهِ فَذَلِكَ خَيْرٌ

عِنْدَ رَبِّهِ

ترجمہ: جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی توبہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے یہاں، پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقے سے کی جائے گی حسن و محمود رہے گی اور خاص خاص طریقوں کے لیے ثبوت جداگانہ درکار نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی برائی یا تخصیص شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا جانوروں کو ذبح کرنے کے وقت سجائے تکبیر حضور کا نام لینا اسی لیے علامہ ابن حجر مکی جو ہر منظم میں فرماتے ہیں "تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجميع انواع التعظیم النبی لیس فیما مشارکة اللہ تعالیٰ فی الاوہیہ امر مستحسن عند من نور اللہ بصارہم" یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک نہ نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ نے نور بخشا ہے۔ پس یہ قیام کہ وقت ذکر و ولادت شریفہ اہل اسلام محض بنظر تعظیم و اکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوات والسلام سجالاتے ہیں بیشک حسن و محمود ٹھہرے گا تا وقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی برائی کا قرآن و حدیث سے ثبوت نہ دیں۔

وَإِنِّي لَكُؤَذْلِكُ -

تنبیہ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین و تبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس و قیام کی خوبی ثابت ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

منکروں کی عجیب ہٹ دھرمی

منکرتہ ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک سنی فعل کے لیے رخصت یا ممانعت

ماننا اس پر موقوف کہ قرآن و حدیث میں اس کا نام لیکر جائزہ کہا یا منع کیا ہو یا اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے بر تقدیر اول تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس و قیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن و حدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ بر تقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور با آنکہ یہ افعال اطلاقات ذکر و تسمیہ و تنظیم و توقیر کے تحت میں داخل ہیں جائزہ نہیں مانتے

زمانہ کو احکام شرعی یا کسی فعل کی تحسین و تفسیح پر وقت البوتہ نہیں

نکتہ ۴: حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس نرفض میں گرفتار کہ قرون و زمان کو حکام شرعی بنایا ہے جو نئی بات کہ قرآن و حدیث میں بایں ہیئت کذائی کہیں اس کا ذکر نہیں جب فلاں زمانے میں ہو تو کچھ بری نہیں اور فلاں زمانے میں ہو تو ضلالت و گمراہی حالانکہ شرعاً و عقلاً کسی طرح زمانہ کو احکام شرعی یا کسی فعل کی تحسین و تفسیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہونی یک سے اور برا کام کسی زمانے میں ہو برا ہے۔ آخر بلوائے مہر و واقعہ کہ بلا و حادثہ مہرہ و بدعات خوارج و شناعات روافض و خبیانات نواصب و خرافات معتزلہ وغیرہ امور شنیعہ زمانہ صحابہ و تابعین میں حادث ہوئے مگر معاذ اللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس و تصنیف کتب و تدوین علوم در و مبتدعین و تعلیم خود صرف و طریق اذکار و صورت زوال، ادویائے ملال، تدریس اسرار ہم وغیرہ امور حسنة ان کے بدشائع ہوئے مگر عیاذ باللہ اس وجہ سے بدعت نہیں قرار پا سکتے اس کا مدار نفس فناء کے حسن و قبح پر ہے۔ جس نام کی خوبی صراحتاً یا اشارتاً قرآن و حدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہو گا چاہے کہیں وارث ہو اور نہ کام کی برائی تھریا تو یحیٰ و اور ہو

نکتہ ۴۔ منکرین کی حماقت کہ انہوں نے زمانہ کو حکم بنایا ہے۔

وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی رقت میں حادث ہو جو بہرہ و محققین ائمہ و فضلاء نے اس قاعدے کی تصریح فرمائی اگرچہ منکرین بران سید نہ زوری نہ مابین امام دلی الدین ابو ذر عہ عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نو پیدا ہونا موجب کراہت نہیں کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مقصد شرعیہ نہ ہو۔

اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا و مولانا حجۃ الحق والا سلام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث ممانعت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا رد کرے اور کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ این ہمہ گمراہی بدعت است و از صحابہ و تابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بودنہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم است آنکہ مخالف سنت باشد امام بیہقی وغیرہ علماء حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث
 ما يخالف كتاباً او سنةً او اشراً و لجماعاً فھذه
 البدعة ضالة و الثاني ما احدث من الخیر و لا
 خلاف فیہ لو احد من ھذه وھی غیر مذمومة
 ترجمہ: نو پیدا باتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ ہیں کہ قرآن یا احادیث یا
 آثار اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت و گمراہی ہے دوسرے وہ اچھی بات
 کہ احداث کی جائے۔ اور اس میں ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں امام علامہ
 ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

والبدعة ان كانت مما تدرج تحت مستحسن
 فھي حسنة و ان كانت تدرج تحت مستقبھ فھي
 مستقبحة و الا فھن قسم المباح۔

قصر جس : بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے۔ اسی طرح صدی اکابر نے تصریح فرمائی۔ اب مجلسِ رقیام و تیزہ امرار متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے لہذا ممنوع ہیں محض باطل ہو گیا ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جو بتم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعاً کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے۔ کہانی البحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ و تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی و جہالت تھا، والحمد للہ۔

علماء دین کسی وقت بھی مظہر شرع نہیں ہوتے

نکتہ ۵: بڑی مستندان حضرات کی حدیث خیر القرون قرآنی ہے اس میں بحمد اللہ ان کے مطلب کی بوجہ نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی نہ خواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائے گا۔

اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ عادت ہو گا اگرچہ کسی اصل شرعی یا عام مطلق مامور بہ کے تحت میں داخل ہو شیخ و مذموم ٹھہرے گا جو اس کے ثبوت کا دعویٰ رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کون سے لفظ کا یہ مطلب ہے اسے عزیز یہ تو بالید اہتہ باطل کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں شرعاً مطلقاً نہ تھا نہ ان کے بعد تیسرا تھا ہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خدا ترس متقی پہنچ گئے تھے بعد کو نئے فساد

ف نکتہ ۵، حدیث خیر القرون فی قرآنی کا مطلب۔

پھیلتے گئے پھر یہ کن میں یہ انہیں لوگوں میں جو علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے
 دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ میں مینع و مجمع خیر رہے ہیں مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت
 متقاہ کم لوگ جاہل رہتے تھے اور جو جاہل تھے وہ علماء کے فرمانبردار اس لیے شر و فساد کو
 کم دخل ملتا کہ دین متین دامن علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا جاہل نے فروغ پایا
 جاہلوں نے سرکشی و خود سری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سر اٹھایا اب یہ یہیں نہ دیکھ لیجئے
 کہ صد سال سے علمائے دین مجلس و قیام کو مستحب و مستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ
 ان کا حکم نہیں مانتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانے کو زمانہ شر بنا دیا تو یہ جس قدر
 مذمتیں ہیں اس زمانہ مابعد کے جہال کی طرف راجع ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے،
 نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ جس زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقاً محمود
 ہو جائے گی کلام علماء میں ہے کہ جس امر کو یہ اکابر امت مستحب و مستحسن کہیں وہ بیشک
 مستحب و مستحسن ہے چاہے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی رت میں مصدر و مظہر شر نہیں
 ہوتے۔ والحمد للہ رب العالمین ۵

کسی زمانے کی تعریف کو یہ لازم نہیں کہ اسکے مابعد کی چیزوں میں شر ہے

نکتہ ۶؛ اگر کسی زمانے کی تعریف اور اس کے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور ہونا
 اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے حدیثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ و
 تابعین سے بھی ہاتھ اٹھا رکھتے۔

حدیث نمبر: اخرج الحاكم وصححه عن انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ قال بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله تعالى عليهما وسلم
 فقالوا سل برسول الله صلى الله تعالى عليهما وسلم الى من تدفع صدقا
 تنابعدك فقال الى ابي بكر قال فان حدث بابي بكر حدث فالى من فقال الى

و نکتہ ۶؛ حدیث خیر الفرون کی دوسری طرح سے بحث۔

عمر قالوا فان حدثت بصر حدث فقال لي الى عثمان قالوا فان بعثون
حدثت فكتب اليكم الدهر فتبوا هـ ملخصاً .

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی مصطلق نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال کی زکوٰۃ کسے دیں فرمایا ابو بکر کو عرض کی اگر ابو بکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا تم کو عرض کی اگر تم کو کچھ حادثہ پیش آئے فرمایا عثمان کو عرض کی اگر عثمان کو کوئی حادثہ منہ دکھائے فرمایا۔ اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا خرابی ہو تمہارے لیے ہمیشہ پھر خرابی ہے۔

حدیث نمبر: واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سهل بن ابی حمزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت .

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انتقال کریں..... ابو بکر و عمر و عثمان تو اگر تمہ سے ہو سکے کہ مر جائے تو مر جانا۔

حدیث نمبر: اخرج الصبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب مرم جائیں تو اگر مر سکے تو مر جانا۔ حسنہ الامام جلال الدین و فی الحدیث قصہ۔

اب تمہارے طور پر چاہیے کہ زمانہ پاک حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ صرف زمانہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر رہے پھر جو کچھ حادثہ ہو اگرچہ عین خلافت حقہ راشدہ سیدنا و مولینا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں وہ معاذ اللہ سب شر و تبیح و مذموم و بدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بریں سمجھ سے اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ ہے کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لاسکتے کہ

تمہارے امام اکبر مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کے دادا اور دادا استاد اور پیر
دادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث اور ان کے امثال پر نظر کم کے
حدیث خیر القرون کے معنی ہی کچھ اور بتا گئے ہیں۔ دیکھئے ازالۃ الخفایں کیا کچھ فرمایا
ہے حدیث خیر القرون ذکر کم کے لکھتے ہیں۔

بنائے استدلال بر توجیہ صحیحی سرت کہ اکثر احادیث شاہد آنت کہ قرن
اول از زمانہ ہجرت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا زمانہ وفات وی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرن ثانی از ابتدائے خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ہر قرن نے قریب بہ
دو از دہ سال بودہ است قرن در لغت قوم متقدمین فی السن بعد ازاں قومے را کہ
در ریاست و خلافت مقترن باشد قرن گفتمہ شد چون خلیفہ دیگر یا شد دو زرائے
مصور دیگر امرائے امصار دیگر رؤسائے جموش دیگر و سپاہان دیگر و حربان
دیگر و ذر میان دیگر لغات قرن بہم می رسد
دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

قرن اول زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود از ہجرت تا وفات و
قرن ثانی زمان شیخین و قرن ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلافہا پیدا آمد و
فتنہا ظاہر گردیدند بالجملہ اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنی بھی حدیث میں صاف
محمول اور استعمال کے تمہارا استدلال یقیناً ساقط و الحمد للہ رب العالمین۔

کسی زمانے کی تعریف کو یہ لازم نہیں کہ اس میں پائے جائیوں الے تمام
امور خیرہی پر مبنی نہیں

نکتہ ۷: اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات
خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث بلا نظر ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت
انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن جہان نے اپنی صحیح میں عمار بن

یاسر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ
اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ
ترجمہ: میری امت کی بارش تو ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا
اگلا بہتر ہے یا پچھلا شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں۔ کنا یہ است از بودن ہم
امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع ست

امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہے۔
لا تزال طائفة امتی من امتی قائمة بامر اللہ لا یضرہم
من خذلہم او مخالفہم حتی یاتی امر اللہ و ہم
ظاہرون علی الناس۔

ترجمہ: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان
نہ پہنچائے گا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ
آئے گا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے، شاہ ولی اللہ زاہد الحنفی میں
لکھتے ہیں۔ گماں مبر کہ در زمان شرور ہمہ کس شریر بودہ اند و عنایت ہائے الہی در تہذیب
نفوس بیکار افتاد بلکہ اینجا اسرار عجیب ست۔

عرب سے جملہ بختی ہنر شنس نیز بگو

نفی حکمت ممکن از بہر دل عامی چند ور ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات

ساتھ اند

کہئے اب کدھر گئی ان قرودن کی تخصیص اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور
جو علماء و عرفائے مابعد میں بلحاظ اصول عموم و اطلاق شائع ہوئے والحمد للہ

نیکی کا مدار

نکتہ ۸: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مساوات و مکالمات دیکھئے

ف نکتہ ۸۔ چوتھا جواب۔

تو وہ خود ساف ساف ارشاد فرما رہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانے میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہیں ہے۔ دیکھئے بہت نئی باتیں کہ زمانہ پاک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں برا کہنے اور نہایت تشدد و انکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث ہوتیں کہ ان کو بدعت و محدثات مانکر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر و حسن بتاتے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں: "نعمت البدعة ہذہ" ترجمہ: کیا اچھی بدعت ہے یہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں۔

انہا لبدعة و نعمت البدعة و انہا لمن احسن ما احدث الناس.

ترجمہ: بے شک وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

احدثتم قیام رمضان فد و صوا علی ما فعلتم ولا تتركوا.

ترجمہ: تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تو اب جو نکالے تو ہمیشہ کئے جاؤ اور کبھی نہ چھوڑنا۔

دیکھو یہاں تو صحابہ کرام نے ان افعال کو بدعت کہہ کر حسن کہا اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تشویب کہتے سن کر اپنے غلام سے فرمایا:

اخرج بنا من عند هذا المتبدع۔

ترجمہ: نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے، سیدنا عبد اللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باواز پڑھتے سنا فرمایا۔ اے نبی محراب ایک والحدیث، ترجمہ: اے میرے بیٹے یہ نوپید بات ہے۔ پنج نئی باتوں سے یہ فعل بھی اس زمانہ میں واقع ہوئے تھے، بدعت سید مذکورہ بٹھا ایا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محدود شرعی نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہ زمانہ تابعین

و تبع تابعین میں رائج رہا ہے۔ اپنے زمانہ کے بعض نوپیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کے لیے آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو با اتفاق صحابہ و تابعین قاعدہ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن حسن ہے اگرچہ پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیوں کہ بدل سکتی ہے ہماری شرع بحمد اللہ ابدی ہے جو قاعدے اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذ اللہ زید و عمر و کا قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

جو چیز اچھی ہے وہ ہر دور میں اچھی ہے

نکتہ ۹: یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانہ صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا اور بفرمان جلیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا فاروق اعظم وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات فی نفسہ اچھی ہونا چاہیے اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔

عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی البکر
مقتل اهل الیمامة فاذا عمر ابن الخطاب عبده قال
البکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر لیوم
الیمامة بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقرآن بالوطن
فیذهب کثیراً من القرآن وانی اری ان تامر جمع القرآن
قلت لعمر کیف تفعل شیئاً لعل یفعله رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر هذ او اللہ خیر قلہ بزل
عمر یواجعی حتی شرح اللہ صدری لذلك ورایت
فی ذلك الذی راى عمر قال زید قال البکر انک رجل
شاب عاقل لا فتھمک وقد کنت تکتب الوحی رسول اللہ

و نکتہ ۹، حدیث قدون کا پانچواں جواب اور اس کا رد کہ پیشواؤں نے نہ کیا تم کیسے کرتے ہو اور زمانہ صدیق میں وہا بیت پر صحابہ کبار کا اتفاق۔

صلى الله تعالى عليه وسلم فقتبت القرآن واجمعه
فوالله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان أثقل
علي مما أمر لي به من جمع القرآن قال قلت لابي بكر
كيف تفعلون شيئا لم يفعله رسول الله تعالى عليه وسلم
قال هو والله خير فلم ينزل ابوبكر يراجعني حتى شرح الله
صدرى للذي شرح له صدر ابوبكر وعمر فقتبت القرآن
واجمعه الحديث .

ترجمہ: جب جنگ یرامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المؤمنین
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب یزیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر
ہوئے اور عرض کی یرامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر
حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہو جائے گا میری
راے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں
تم کیوں کرو گے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگرچہ حضور اقدس سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک
کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لیے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی رائے سے موافق ہو گئی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی
بات کیوں کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی
جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی یہاں
تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی۔ اور
انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔

دیکھو زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ یہ نئی بات نکلنے کی اجازت نہ ہونا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا اب غضب کی بات ہے ان حضرات کو سودا اچھلے اور جوابات کہ صحابہ کرام میں طے ہو چکی پھر اکھیریں۔

نہ کرنے اور منع کرنے میں فرق

نکتہ ۱۰۔ جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے کیا تم کرتے ہو لطف یہ ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارد مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہوا تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کہیں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہو اس پر وارد ہوگا کہ بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کیوں نہ کرتے تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں انہیں بھی تمہاری طرح کہا جائے گا

بزد و دروغ کوشش و صدق و صفا ولکن میفنائے بر مصطفیٰ

نکتہ ۱۱۔ اس کا رد کہ تم کیا انکوں سے محبت وغیرہ میں زیادہ ہو۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعال خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ غرض یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بناء پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ و تابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں۔

مگر اصل وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع یہ الزام نہیں وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں بس اتنا ہونا چاہئے کہ شرع کے نزدیک وہ کام پرانہ ہو۔ عجب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہو اور تبع کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کی اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب کچھلوں کے لیے راستہ بند ہو گیا، اس بے عقلی کی کچھ بھی مد ہے اس سے تو اپنے یہاں کے ایک بڑے امام نواب صدیق حسن خاں شوہر ریاست بھوپال ہی کا مذہب اختیار کر لو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انہوں نے بے دھڑک فرما دیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت و گمراہی ہے اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ بوجہ ترویج تراویح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ گمراہ ٹھہرایا اور عدائے دین کے پروم شد عبداللہ بن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا

إِنَّا لَنَسِيحُونَ وَإِنَّا لَنَجَاعُونَ ۝

مجلس و قیام کا انکار کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہنچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رہے آمین

کسی کام کا نہ کرنا اسکے منع ہونے کی دلیل نہیں

نکتہ ۱۱۱ امام علامہ احمد بن محمد قسطنطینی شارح صحیح بخاری مواہب لدینیہ میں فرماتے

و نکتہ ۱۱۱ نکرنا اور ہے اور منع کرنا اور

ہیں۔

”الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع“
 ترجمہ: کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشرہ میں فرماتے ہیں: مکروہ چیزے دیگر سست و منع فرمودن چیزے دیگر اھل مخصاً تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے۔

بعض امور خمیر کی ہمد صحابہ میں نہ ہونے کی وجہ

نکتہ ۱۲، سخن شناس دلیہر اخطا اینجاست۔

حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کو اعلیٰ کلمۃ اللہ و حفظ بیضہ اسلام و نشر دین متین و قتل قہر کافرین و اصلاح بلاد و عباد و اطفالے آتش فساد و اشاعت فرائض و حدود الہیہ و اصلاح ذات البین و محافظت اصول ایمان و حفظ روایت حدیث و غیرہ امور کلیہ مہمہ سے فرصت نہ تھی لہذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیا معنی بلکہ تاسیس قواعد و اصول و تفریح جزئیات و فروغ و تصنیف و تدوین علوم و نظم دلائل حق و رد شبہات اہل بدعت و غیرہ امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل نہ فرما سکے۔ جب بفضل اللہ تعالیٰ ان کے زور بازو نے دین الہی کی بنیاد مستحکم کر دی اور مشارق و مغارب میں ملت حنفیہ کی جڑ جم گئی، اس وقت ائمہ و علمائے مابعد نے تخت و سجدت سازگار پاکر بیخ زہن جلنے والوں کی ہمت بلند کے قدم سے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلش صرصر و اندیشہ سموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں، فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں، علماء و اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لیے تھارے بنیں ہوا خواہان دین و ملت کی نسیم انفاس تبرکہ نے عطر باریاں فرمائیں

نکتہ ۱۲، اصل بات اور اگلے لوگوں میں نہ ہونے کی وجہ

یہاں تک کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ ہر ابھرا پھلا پھولا لہلہایا اور اس کے
بھیننے پھولوں سہانے پتوں نے چشم و کام و دماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا۔ الحمد للہ
رب العالمین۔

اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے یہ کنجیاں جو اب پھولیں جب کہاں تھیں۔ یہ
پتیاں جو اب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں یہ پتی پتی ڈالیں جو اب جھومتی ہیں نوپ راہیں
یہ ننھی ننھی کلیاں جو اب مہکتی ہیں تازہ جلوہ نما ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں
چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل
اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی۔ وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے آخر اس سقاہت
کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل و پھول سے محروم رہے گا۔

بھلا غور کرنے کی بات ہے ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اس کے چھوٹے چھوٹے
بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاگھوں روپوں کا مال و اسباب بھی تھا۔
اس دانشمند نے مال کی طرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت
نکال لیا یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے۔ اتفاقاً ان کے یہاں بھی آگ
لگی یہاں نہ مال ہی مال تھا۔ کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال خاکستر ہو گیا۔ کسی
نے اعتراض کیا تو بولے تم احمق ہو ہم اس حکیم دانش ور کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہیں اس کے
گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف اتنا نہ سمجھے کہ اس
اد لو العزم حکیم کو بچوں کے بچانے سے فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالنا
برا جان کر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اوندھی سمجھ نہ دے آمین۔

بد مذہبوں کی ہٹ دھرمی

نکتہ ۱۳۱ ہم نے مانا کہ جو پچھ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا سب نسخ ہے۔ اب در احصرات

و نکتہ ۱۳۱ مسئلہ قرون کا چھٹا جو اب وہابیہ کی ہٹ دھرمی۔

مالعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے چندہ لینا اور طلباء کے لیے مطبع نو لکھنؤ سے فیصدی دس روپیہ کمیشن لے کر کتابیں منگانا اور بہ تخصیص روز جمعہ و عظمیٰ کا التزام کرنا جہاں و عظمیٰ کہتے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لیے جلسے اور بیچ مقرر کرنا مخالفین کی رد میں کتابیں لکھوانا چھپوانا واعظوں کا شہر بشارت گشت لگانا صحاح کے دو دو ورق پڑھ کر محدثی کی سند لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ اکابر و اصغر طائفہ میں بلا نیک رائج ہیں قرونِ ثلاثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایانِ فرقہ جسدیدہ کا تو ذکر ہی کیا ہے جو دو دو روپے نذرانہ لے کر مسلوں پر مہر ثبت کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ حج کو جائیں تو کمشنر دہلی و بمبئی کی چھٹیاں ضرور ہوں۔ شاید یہ باتیں قرونِ ثلاثہ میں تھیں یا تمہارے لیے پروانہ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کہ رقم پر کچھ مواخر ذہ نہیں یا یہ نکتہ چینی انہیں باتوں میں ہیں۔ جنہیں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ہو باقی سب حلال و شیر مادر و لاجور و لا قورۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

شرعی ممانعت کے علاوہ تعظیم کا ہر نیا طریقہ جائز ہے

نکتہ ۱۴۱ واجب الحفظ، افسوس کیا الٹا زمانہ ہے اور امور تعظیم و ادب میں سلف صالحین سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا کہ ورد و عدم ورد و خصوصیت پر نظر نہ کی بلکہ تھریجاً قاعدہ کلیہ بنایا۔

کل ماکان ادخل فی الادب والجلال کان حسناً۔

ترجمہ: جس بات کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے۔ کہا صرح یہ الامام المحقق علی الاطلاق فقیہ المفسر سیّدی کمال الملتہ والدین محمد فی فتح القدير وتلمیذہ الشیخ رحمہ اللہ السنندی فی المسائل المتوسط واقراءه الفاضل القاری فی المسائل المتوسط واثرة فی العالمگیریہ وغیرھا۔ اور امام ابن حجر کا قول گذرا کہ

نکتہ ۱۴۲ تعظیم محبوبانِ خدا میں قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر چاہو نئے طریقے نکالو سب حسن ہیں۔ جب تک کسی خاص طریقے کی شرع میں ممانعت نہ ہو۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لیے سلفاء و خلفاء جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کیا اس ایجاد کو علماء نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی مگر ان ٹھہرایا یہ بلا انہیں مدعیان دین و ادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیں حالانکہ خود ہزاروں باتیں کہتے ہیں جو فلاں نے کیں نہ فلاں نے کیں مگر یہ بھی طرفہ کہ تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے گھٹانے مٹانے کے لیے ایک جیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں گے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور بطائف الحیل جہاں تک بن پڑے اور محبت و تعظیم میں کلام کہتے جائیں آخر ان کا امام اکبر تقویٰ الایمان میں تصریح کہ چکا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ایسے کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کہتے ہو بلکہ اس میں سے کمی کہ وہ ایمان ہے یہ دین اور دعویٰ ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خیر بات بڑھتی ہے مطلب پر آئیے مان تو اگر میں ان امور کا استیعاب کروں جو دربارہ آداب و تعظیم حادث ہوتے گئے اور اس احداث کو علماء نے موجد کے مدائح سے گنا تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے، لہذا چند مثالوں پر اقتصار کر رہا ہوں۔

امام مالک علیہ الرحمۃ اور یہ تعظیم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مثال : سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با آنکہ مثل سیدنا عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سلف و صحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے۔ اس پر ان کے ایمان و محبت کا تقاضا ہوا کہ ادب و حدیث خوانی میں وہ باتیں علماء کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے سمجھیں اور ان کی غایت ادب و محبت پر دلیل قرار پایا۔ امام علاقہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں۔

قال مطرف كان اذا اتى الناس ما لكا خرجت اليهم
 جاريتهم فتقول لهم يقول لكم الشيخ تريدون الحديث
 او المسائل فان قالوا المسائل خرج اليهم وان قالوا الحديث
 دخل مغتسله واغتسل وتطيب ولبس ثياباً جديدة
 ولبس ساحة وتعمم ووضع على راسه رداً و
 تلقى له منصة فيخرج ويجلس عليها وعليه الخشوع
 يتجز بالعود حتى يفرغ من حديث رسول الله صلى
 الله تعالى عليه وسلم قال غيره ولو يكن يجلس
 على تلك المنصة الا اذا حدث عن رسول الله صلى
 الله تعالى عليه وسلم قال ابن ابى اويس قفيل لملك
 في ذلك فقال احب ان اعظم حديث رسول الله صلى
 الله تعالى عليه وسلم لا احدث به الا على لهارة متمكنا

ترجمہ: یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے ایک کینز آکر پوچھتی شیخ
 تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ و مسائل اگر انہوں نے جو ب دیا فقہ و
 مسائل جب تو آپ تشریف لاتے اور اگر کہا کہ حدیث — تو پہلے غسل فرماتے خوشبو
 لگاتے نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے ان
 کے لیے ایک تخت مغل تحت عروس بچھایا جاتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت
 خشوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگر بتی سلگتے اور
 اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی
 حضرت سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کر کے خوب سکون
 و وقار کے ساتھ نہ بیٹھوں۔

امام مالک اور تعظیم سمرزین رسول اللہ ﷺ

مثال ۲: اسی میں ہے کان ملک رضی اللہ عنہ لا یرکب دابة بالمدينة وكان يقول استحي من الله تعالى ان اطربة فيها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم جاقردابة
ترجمہ: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے خدا تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے ستم سے روئندوں۔

صحابی رسول اور تعظیم کمان رسول اللہ ﷺ

مثال ۳: اسی میں ہے قد حکى عبد الرحمن السلفى عن احمد بن فضالويه الزاهدى وكان من الغزاة الرماة انه قال ما سست القوس بيدي الا على طهارة منذ يلقتى ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اخذ القوس بيده
ترجمہ: امام عبد الرحمن سلمیٰ احمد بن فضالویہ زاہدی تیر انداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی۔ جب سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان دستِ اقدس میں لی ہے۔

مجاورین مکہ معظمہ اور تعظیم مکہ معظمہ

مثال ۴: امام ابن ماجہ مالکی کہ مستندین مانعین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں، مدخل میں فرماتے ہیں، وقد مت حكاية بعضهم انه جاور مكة اربعين سنة ولم يبد في مكة المكرمة ولم يضطجح فمثل هذا سيحب له

الجاورة اویو مربھا۔

ترجمہ: بعض صالحین چالیس برس تک معظّمہ کے مجاور رہے اور کبھی مکہ معظّمہ میں پیشاب نہ کیا اور نہ لپٹے ابن ماجہ کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب یا یوں کہتے کہ اسے مجاورت کا عہہ ہوا جائے گا۔

زائرِ سرمِ نبوی اور تعظیمِ شہرِ نبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مثال ۵: اسی میں ہے۔ وقد جاء بعضہم الی زیارتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یدخل المدینة بل زار من خارجھا اذ یامنہ رحمہ اللہ تعالیٰ مع نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل لہ الّا تدخل فقال امثلی تدخل بلاد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا اجد نفسی تقدر علی ذالک او كما قال۔
ترجمہ: یعنی بعض صالحین زیارت نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کر لی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کہا کیا مجھ ساداخل ہو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں۔ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

ایک شیخِ کامل کا تعظیمِ مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مثال ۶: اسی میں ہے قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لہ ما دخلت مسجد المدینة ما جلست فی المسجد الوجلوس فی الصلاة او کلاما ہذا معتادہ وما زلت واقفا هناك حتی دخل الרכب۔
یعنی مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جب مسجد

مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدہ نماز کے سوانہ بیٹھا اور
برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

تعظیم بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

مثال: اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں: ولما اخرج الی
بقیع ولا غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد خطرا
لی ان اخرج الی بقیع العرق قد فقلت الی ابن اذہب هذا
باب اللہ تعالیٰ المفتوح للسائلین او الطالبین والمنکسرین
والمضطربین والفقراء والمساکین ولس ثم من یفصد
مثله فمن عمل علی هذا طفر و تجحج بالمامل والمطلوب
او كما قال۔

تس جہا: میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں
پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے — اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے
والوں اور دل شکستوں، بیچاروں اور مسکینوں کے لیے اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے۔ فرماتے ہیں پس جو کوئی اس پر عمل
کے گا طفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔

اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس فتوے کو انہیں مبارک لفظوں
نتم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا طفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔
انشاء اللہ تعالیٰ، اور اپنے رب کریم تبارک و تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ
صرف قیام ہی میں بیان کافی و برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل نزاعیہ میں قول
فیصل پر مشعل ہدایت ہو جائے۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم و
 صلى الله تعالى على خير خلقه وسراج
 افقه سيدنا مولانا محمداً وآله وصحبه
 اجمعين ط

امين امين امين

كتبه: عبده المذنب احمد رضا البریلوی

محمداً حنفی سنی قادری عبدالصطفی احمد ضلخان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 صلى الله على النبي الامي وآله صلى الله
 عليه وسلم صلوة وسلاماً عليك يا رسول الله

بجملہ حقوق محفوظہ

کتاب	_____	مشعل ہدایت
از افادات	_____	امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
پاراشاعت	_____	اول ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ ۷ ستمبر ۱۹۹۶ء
صفحات	_____	۳۲
تعداد	_____	ایک ہزار
قیمت	_____	۹ روپے
ناشر	_____	مسلم کتابوی لاہور
طبع	_____	مڈوے پریس لاہور

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی دبار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

مزارات پر گنبد بنانے کے بارے

ہیں اکابر علماء اہل سنت کی

تحقیقات

مزارات پر گنبد

امام افسرین حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراد آبادی
مفتی اعظم حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مسام کتابوی لاہور

مزارات پر گنبد بنانے کے بارے

ہیں اکابر علماء اہل سنت کی

تحقیقات

مزارات پر گنبد

امام افسرین حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ
صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ مراد آبادی
مفتی اعظم حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ

مسام کتابوی لاہور